HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
AL-HAYAT RESEARCH JOURNAL
AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print): 3006-4759
Volume 2 Issue 2 (Jan-Mar 2025)

قرآن کے مقاصد اور نظمِ قرآنی کی اشاری تعبیر: تفسیر روح البیان کا تحقیقی مطالعہ

An Analytical Study of the Indicative Interpretation of the Objectives of the Qurʾān and Qurʾānic Coherence in Tafsīr Rūḥ al-Bayān

Rubina Iqbal
PhD Scholar, Islamic Studies, Government College University Faisalabad,
rub.iqbal2025@outlook.com

Naimat Ullah Khan
PhD Scholar, the Islamia University of Bahawalpur, (Corresponding author),
naimatmphil@gmail.com

Abstract
Qurʾānic exegesis (tafsīr) occupies a central position in Islamic scholarship, and throughout history a wide range of exegetical methodologies have been developed to elucidate the meanings, objectives, and guidance of the Qurʾān. Scholarly attention has traditionally focused on Tafsīr bi'l-Maʾthūr, Tafsīr bi'l-Raʾy, as well as juridical and theological commentaries. In contrast, Ishārī (Sufi) tafsīr has often been treated as secondary or dismissed as merely intuitive and subjective. Such a perception, however, fails to capture its genuine scholarly significance. In reality, Ishārī tafsīr represents a systematic, purpose-driven exegetical approach grounded in well-defined intellectual, methodological, and spiritual principles. The distinctive feature of Ishārī tafsīr lies in its ability to preserve the outward, linguistic meanings of Qurʾānic verses while simultaneously deriving ethical, spiritual, and moral insights—provided that these interpretations do not contradict the Qurʾānic text, the norms of the Arabic language, contextual coherence, or the established principles of Islamic law. This methodological balance has been explicitly acknowledged and validated by eminent scholars such as al-Ghazālī, al-Suyūṭī, Ibn Taymiyyah, al-Qushayrī, and al-Ālūsī, all of whom recognized the legitimacy of Ishārī interpretations when confined within clearly defined limits. This study examines Rūḥ al-Bayān by Ismāʿīl Ḥaqqī al-Bursawī as a representative and authoritative model of Ishārī tafsīr. The work demonstrates how, within the framework of Sunnī Sufism, the objectives of the Qurʾān are articulated in a coherent and integrated manner. Central themes such as divine unity (tawḥīd), purification of the soul (tazkiyat al-nafs), moral refinement, prophethood, accountability in the Hereafter, and adherence to the Sharīʿah are consistently emphasized. Furthermore, al-Bursawī's sustained attention to the coherence (naẓm) of verses and sūrahs underscores the Qurʾān as a unified, purposeful, and systematically structured discourse rather than a collection of isolated statements. The study concludes that, just as other exegetical methodologies pursue clearly defined interpretive objectives, Ishārī tafsīr likewise embodies the fundamental purposes of the Qurʾān. Its distinctive contribution lies in addressing the inner spiritual and ethical dimensions of human existence, thereby complementing rather than competing with other interpretive approaches. Consequently, Ishārī tafsīr merits recognition as an independent, credible, and indispensable methodology within the broader field of Qurʾānic studies.

CC BY

Keywords: Qur'anic Exegesis, Ishārī (Sufi) Tafsīr, Rūḥ al-Bayān, Ethical Guidance, Purification of the Soul

تعارف:۔

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی وہ آخری اور کامل کتابِ ہدایت ہے جسے نوعِ انسانی کی فکری عملی اخلاقی اور روحانی رہنمائی کے لیے نازل کیا گیا۔ اس کتابِ ہدایت کی تفہیم کے لیے علومِ اسلامیہ میں علمِ تفسیر کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ عہدِ نبوی ﷺ سے لے کر آج تک مفسرینِ کرام نے مختلف اسالیب اور مناہج کے تحت قرآنِ مجید کے معانی مقاصد اور حکمتوں کو واضح کیا ہے۔ انہی تفسیری مناہج میں تفسیر بالماثور تفسیر بالرائ فقہی تفسیر کلامی تفسیر ادبی اور اشاری تفاسیر شامل ہیں جن میں ہر اسلوب نے قرآن کے فہم میں ایک خاص زاویۂ نظر فراہم کیا ہے۔

"تفسیرِ اشاری جسے صوفیانہ تفسیر بھی کہا جاتا ہے تاریخِ تفسیر کا ایک اہم مگر نسبتاً کم زیرِ بحث آنے والا منہج ہے۔ عام طور پر یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ اشاری تفسیر محض ذوقی وجدانی یا شخصی تجربات پر مبنی ہوتی ہے حالانکہ معتبر اشاری تفاسیر قرآن کے ظاہری معانی عربی لغت سیاق و سباق اور شریعت کے اصولوں کو بنیاد بنا کر اخلاقی اور روحانی اشارات اخذ کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر اہلِ علم نے واضح شرائط کے ساتھ تفسیرِ اشاری کو قبول کیا اور اسے علومِ قرآن کا ایک معتبر حصہ قرار دیا ہے۔"۱

تفسیرِ روح البیان از اسماعیل حقی بروسیؒ کو بطورِ خاص منتخب کیا گیا ہے جو تفسیرِ اشاری کا ایک جامع، منظم اور نمائندہ نمونہ ہے۔ اسماعیل حقی بروسیؒ کا تفسیری اسلوب تصوفِ اہلِ سنت کے دائرے میں رہتے ہوئے شریعت، طریقت اور حقیقت کے باہمی ربط کو واضح کرتا ہے۔ ان کی تفسیر میں قرآنِ مجید کے ظاہری معانی کے ساتھ ساتھ باطنی اخلاقی اور روحانی پہلوؤں کو نہایت توازن کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، جس کا مقصد محض علمی بحث نہیں بلکہ انسان کی اصلاحِ قلب تزکیۂ نفس اور روحانی ارتقاء ہے۲

جس طرح دیگر تفسیری مناہج میں مقاصدِ قرآن اور مقاصدِ تفسیر کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اسی طرح تفسیرِ اشاری میں بھی قرآن کے واضح اور منظم مقاصد پائے جاتے ہیں۔ روح البیان میں توحیدِ الٰہی نبوت و رسالت آخرت کی جواب دہی احکامِ شریعت اخلاقِ حسنہ اور ہدایتِ الٰہیہ کو ایک مربوط اور منظم فکری نظام کے تحت بیان کیا گیا ہے۔۳

مزید اس تفسیر میں نظمِ قرآن آیات و سورتوں کے باہمی ربط اور معنوی تسلسل پر خاص توجہ دی گئی ہے جس سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اشاری تفسیر محض روحانی ذوق کا اظہار نہیں بلکہ قرآن کے مجموعی ہدایت نامے کو سمجھنے کا ایک سنجیدہ اور بامقصد ذریعہ ہے۔ تفسیرِ اشاری بالخصوص تفسیرِ روح البیان کے تفسیری منہج اسلوب اور مقاصد کو اجاگر کرتے ہوئے اس امر کو ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ اشاری تفسیر بھی دیگر تفسیری اسالیب کی طرح قرآنِ مجید کے فہم میں ایک مستقل معتبر اور ناگزیر علمی حیثیت رکھتی ہے اور علومِ قرآن کے دائرے میں اس پر منظم اور تحقیقی توجہ کی اشد ضرورت ہے۔

تفسیرِ روح البیان عثمانی صوفی مفسر اسماعیل حقی بروسیؒ کی معروف تفسیر ہے۔ اگرچہ یہ تفسیر زیادہ تر اشاری ذوقی اور صوفیانہ اسلوب کی نمائندہ سمجھی جاتی ہے تاہم اس میں نظمِ قرآن یعنی آیات و سورتوں کے باہمی ربط اور ترتیبِ معنوی کے اہم پہلو بھی نمایاں طور پر ملتے ہیں۔

صوفیانہ اور اشاری اسلوب:

یہ تفسیر اشاری تفسیر کی نمائندہ ہے آیاتِ قرآنیہ کے ظاہری معانی کے ساتھ ساتھ باطنی روحانی اور اخلاقی اشارات بھی بیان کیے جاتے ہیں جن میں تزکیۂ نفس اور سلوک کے نکات شامل ہوتے ہیں۔

ظاہری و باطنی تفسیر کا امتزاج:

مصنف پہلے آیت کا لغوی و ظاہری مفہوم ذکر کرتے ہیں پھر اس سے روحانی اسرار و رموز اخذ کرتے ہیں یوں فقہی یا نحوی بحث کے بعد باطنی معنی پیش کیے جاتے ہیں۔

تصوف کی نمائندگی:

اسماعیل حقی بروسیؒ تفسیرِ روح البیان میں واضح کرتے ہیں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے فضائل محض تعبدی نہیں بلکہ ایک عظیم الٰہی حکمت پر قائم ہیں ان کے نزدیک بسم اللہ وہ پہلا کلمہ ہے جو سب سے پہلے لوحِ محفوظ میں لکھا گیا اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات پر دلالت کرتا ہے اسی لیے بسم اللہ دنیا و آخرت کے تمام مقاصد کے دروازوں کی کنجی ہے اور ہر خیر و برکت کی ابتدا قرار دیتے ہیں۔ اسماعیل حقیؒ کا تصوف اہلِ سنت کے دائرے میں ہے وہ شریعت طریقت اور حقیقت کے باہمی ربط پر زور دیتے ہیں اور شریعت سے ہٹے ہوئے تصوف سے اجتناب کرتے ہیں۔۴

عربی فارسی اور ترکی اشعار کا استعمال:

اسلوب میں فارسی و ترکی اشعار اور صوفیانہ اقوال کثرت سے آتے ہیں جو روحانی مفاہیم کو دل نشین بناتے ہیں اور قاری پر وجدانی اثر ڈالتے ہیں۔ سابقہ مفسرین و صوفیہ سے استفادہ کرتے ہیں جن میں امام غزالیؒ ابن عربیؒ عبدالقادر جیلانیؒ اور دیگر اکابر صوفیہ کے اقوال نقل کیے جاتے ہیں تاہم مصنف اپنی شرح و توضیح بھی شامل کرتے ہیں۔

اخلاقی و تربیتی رنگ:

ہر آیت سے عملی اخلاقی سبق اخذ کیا جاتا ہے جیسے صبر شکر توکل اخلاص اور تقویٰ مقصد صرف علمی نہیں بلکہ اصلاحِ قلب ہے۔ حکایات و واقعات کا استعمال کرتے ہیں اور تصوفی حکایات اولیاء کے واقعات اور تمثیلات بیان کر کے معانی کو واضح کیا جاتا ہے جس سے بیان میں تاثیر اور روانی پیدا ہوتی ہے۔ اسلوبِ بیان میں زبان ادبی اور وجدانی مؤثر ہے قاری کو صرف عقل ہی نہیں بلکہ دل اور روح سے بھی مخاطب کیا جاتا ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

بسم اللہ ہدایتِ الٰہیہ کا نقطۂ آغاز:

بسم اللہ کا آغاز میں آنا اس بات کی علامت ہے کہ بندہ اپنے ہر عمل میں اللہ کی ذات، اس کی رحمت اور اس کی ربوبیت کو مقدم رکھے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کی اکثر سورتیں بسم اللہ سے شروع ہوتی ہیں تاکہ قاری ابتدا ہی میں توحید اور توکل کے راستے پر آ جائے۔

سورۃ الفاتحہ:

قرآن کی اصل اور اس کی روح اسماعیل حقیؒ سورۃ الفاتحہ کو روحُ الکتاب قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک سورۃ الفاتحہ محض ایک سورت نہیں بلکہ پورے قرآن کے مقاصد کا جامع خلاصہ ہے باقی پورا قرآن سورۃ الفاتحہ کے معانی کی تشریح و تفصیل ہے۔

روح البیان کے مطابق قرآن کے چار بنیادی مقاصد:

اسماعیل حقیؒ لکھتے ہیں کہ پورے قرآن کا مقصد چار بنیادی امور پر قائم ہے اور یہ چاروں امور سورۃ الفاتحہ میں جمع کر دیے گئے ہیں۔

۱۔ توحیدِ الٰہی: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اس کی صفاتِ کمال

۲۔ آخرت کا بیان: جزا و سزا، حساب و کتاب اور یومِ دین

۳۔ احکامِ شریعت: عبادات، بندگی، اطاعت، شریعت کے عملی تقاضے

۴: قضاء و قدر: توفیق اور ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے، بندہ محتاجِ توفیق ہے۔

نظمِ قرآنی کا تصور:۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں

"قرآن کی اکثر لطیف حکمتیں آیات کی ترتیب اور ان کے باہمی ربط میں پوشیدہ ہیں۔"۵؎

اسماعیل حقیؒ سورۃ الفاتحہ کے متعدد نام ذکر کرتے ہیں جیسے الشفاء الدعاء ام الکتاب السبع المثانی یہ تمام نام اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ سورۃ الفاتحہ محض تلاوت کی سورت نہیں بلکہ شفاءِ باطن دعا کا جوہر اور ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

روح البیان میں اسماعیل حقی لکھتے ھیں کہ:

"ولا يُفهَم سرُّ الآية إلا بمراعاة ما قبلها وما بعدها، فإنَّ القرآنَ كلَّه كالكلمةِ الواحدة۔" ۶؎

ترجمہ: کہ کسی آیت کا راز اس وقت تک نہیں کھلتا جب تک اس سے پہلے اور بعد والی آیات کو نہ دیکھا جائے، کیونکہ پورا قرآن ایک ہی کلمہ کی مانند ہے۔

سورۃ البقرۃ کا نظم اور مرکزی موضوع:

سورۃ البقرۃ کی ابتدا ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ سے ہوتی ہے، جو پوری سورت کے مرکزی مضمون کی بنیاد رکھتی ہے۔ یہ سورت قرآن کو ایک مکمل نظامِ ہدایت کے طور پر پیش کرتی ہے۔ پھر فوراً متقین کی صفات بیان کی جاتی ہیں، اس کے بعد کفار اور منافقین کا ذکر آتا ہے۔ یہ تقسیم محض عقیدے کی نہیں بلکہ قرآن کے ساتھ انسان کے عملی رویے کی بنیاد پر ہے۔۷؎

سورۃ البقرۃ کی ابتدا ہی قرآنِ مجید کے تعارف اور اس کی قطعی حقانیت سے ہوتی ہے یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کا شک نہیں دراصل پوری سورت کے مرکزی مضمون کی بنیاد رکھتا ہے سورت کا آغاز قرآن کے ذکر سے ہوتا ہے اور اس کا اختتام بھی بالواسطہ اسی حقیقت کی تصدیق پر ہوتا ہے یوں پوری سورت کا ربط و نظم قرآن کی ہدایت پر ہے اس سورت کا مرکزی موضوع ہدایت ہے۔

یہ ہدایت کسی عمومی دعوے کے طور پر نہیں بلکہ ایک مکمل نظامِ حیات کے طور پر پیش کی گئی ہے اسی لیے ابتدا میں ہی فرمایا گیا۔ یعنی یہ کتاب ہر ایک کے لیے نہیں بلکہ ان لوگوں کے لیے ہدایت ہے جو تقویٰ اختیار کرنے والے ہیں پھر فوراً متقین کی صفات بیان کی گئیں۔ یہاں نظم قرآن کا حسن یہ ہے کہ ہدایت کا دعویٰ ہے پھر ہدایت کے یافتہ کون ہیں اہل ہدایت کی عملی صفات کونسی ہیں تینوں باتیں ایک مسلسل فکری ترتیب میں جڑی ہوئی ہیں جن میں متقین، کفار اور منافقین شامل ہیں۔

یہ تقسیم محض عقیدے کی نہیں بلکہ قرآن کے ساتھ انسان کے عملی رویے کی بنیاد پر ہے یوں واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن سے تعلق ہی اصل معیار ہے پھر آگے چل کر شریعت کے احکام قصص انبیاء، بنی اسرائیل کے واقعات قبلہ کی تبدیلی عبادات، معاملات اور اخلاقیات بیان کیے جاتے ہیں یہ سب دراصل اسی ابتدائی اعلان کی عملی تشریح ہیں کہ یہ کتاب ہدایت ہے ایسی ہدایت جو عقیدہ بھی دیتی ہے شریعت بھی اور عمل کی راہ بھی دکھاتی ہے اس طرح سورۃ البقرۃ کی ہر آیت اپنی سابقہ آیت سے مربوط ہے اور ہر مضمون اپنے بعد آنے والے مضمون کی تمہید بنتا ہے یہی وہ مضبوط ربط و نظم ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن ایک منظم مربوط اور مقصدی کلام ہے نہ کہ منتشر مضامین کا مجموعہ ہے۔

سورتوں میں نظم:

اسماعیل حقیؒ کے مطابق سورتوں کا اختتام اور اگلی سورت کی ابتدا ایک منظم حکمت پر مبنی ترتیب کے تحت ہے

"خِتامُ السورةِ مرتبطٌ بابتداءِ ما بعدها، لأنَّ ترتيبَ القرآنِ توقيفيٌّ وحِكميّ۔"۸؎

CC BY

ہر سورت کا اختتام اگلی سورت کے آغاز سے موضوع اور پیغام کے لحاظ سے جڑا ہوا ہے۔ قرآن کی ترتیب اللہ تعالیٰ کی وحی اور حکمت پر مبنی ہے۔

سورۃ آل عمران استقامت اور صبر کی ہدایت:

سورۃ النساء سماجی نظام عدل و انصاف اور خاندان کے قوانین پہلے فرد کی اصلاح پھر معاشرہ کی اصلاح یہ سورتوں کے درمیان حکمت پر مبنی ربط کی مثال ہے۔ ایک سورت کے مضامین کی تکمیل دوسری سورت کے مضامین میں ہوتی ہے۔ سورۃ البقرہ کا اختتام ایمان اور عبادت پر زور پر جبکہ سورۃ آل عمران کا آغاز جہاد اور آزمائشوں کا ذکر ہے پہلی سورت کی ہدایات دوسری سورت میں مکمل کی جاتی ہیں۔ سورتیں الگ الگ پیغام نہیں دیتیں بلکہ ایک مرکزی موضوع کے گرد مربوط ہیں۔

سورتوں اور قصص میں نظم:

اسماعیل حقیؒ کے مطابق قرآن کی قصص محض تاریخی واقعات نہیں بلکہ دل میں ایمان کی مضبوطی اور اخلاقی تربیت ہے۔ سورۃ یوسف میں صبر اور اللہ کی منصوبہ بندی کے موضوعات ہیں سورۃ ہود نبیوں کی کہانیاں اور صبر کے اسباق دونوں سورتیں صبر اور اللہ کی حکمت کے مرکزی پیغام پر ایک دوسرے کو مکمل کرتی ہیں۔ حضرت یوسفؑ کے قصے میں صبر، آزمائش اور توکل کی تربیت نمایاں ہے، جو انسان کے روحانی ارتقاء کا مکمل نقشہ پیش کرتی ہے۔

قصص کو وقت کے لحاظ سے نہیں رکھا گیا بلکہ انسانی نفوس کی اصلاح اور تربیت کے مطابق ترتیب دی گئی ہے حضرت یوسفؑ کا قصہ جس میں ترتیب اور نظم، کنویں میں ڈالنا، مصریوں میں غلامی، صبر، قید اور فتنے، اخلاقی آزمائش، اقتدار حاصل کرنا، توفیق اور اللہ کی حکمت اور مدد سے ایمان پر قائم رہنا ہے۔ ۱۰

دعوت نوحؑ اور ردِّ قوم:

قصص نوح في القرآن ترتيبٌ لتربية النفوس على الصبر والدعاء والتحذير من العصيان

صبر اور استقامت، اللہ کی ہدایت اور عذاب کا اعلان، نوحؑ کی کامیابی اور قوم کا انجام اس سے واضح ہوتا ہے اللہ کی نافرمانی کرنے والا کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح قصۂ نوحؑ صبر، دعوت اور انجام کی تربیت فراہم کرتا ہے۔ ۱۱

آسمانی کتب میں نظم:۔

آسمانی کتب محض معلومات کا مجموعہ نہیں بلکہ مکمل نظامِ حیات پیش کرتی ہیں ان کی تعلیمات عقائد احکام اور اخلاق میں ہم آہنگی ہیں جیسے کہ تورات میں نظم، عقائد، شریعت کے احکام اور بنی اسرائیل کی تاریخ کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا تھا احکام شریعت کو واقعات کے ساتھ مربوط کر کے پیش کیا گیا جن میں کتب کی وضاحت الگ الگ یوں ہے:

زبور میں نظم: زبور زیادہ تر دعاؤں مناجات اور حمدیہ کلام پر مشتمل ہے اس میں نظم کا ظہور جذباتی اور روحانی ترتیب کی صورت میں ہوتا ہے ہر دعا انسان کے قلبی احساسات کو ایک مربوط انداز میں پیش کرتی ہے جس سے بندے اور خدا کے تعلق میں گہرائی پیدا ہوتی ہے

انجیل میں نظم: اخلاقی تعلیمات میں حضرت عیسیٰؑ کی حیات و تعلیمات کو ایک اخلاقی و اصلاحی نظم کے تحت پیش کیا گیا ہے اگرچہ موجودہ اناجیل میں تاریخی ترتیب پوری طرح برقرار نہیں تاہم تعلیماتِ اخلاق میں ایک فکری وحدت اور ربط نمایاں ہے

قرآنِ مجید میں نظم: قرآنِ مجید آسمانی کتب میں نظم کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے اگرچہ قرآن تدریجاً نازل ہوا، مگر اس میں آیات کا باہمی ربط، سورتوں کا معنوی تسلسل، موضوعات کی حکیمانہ تقسیم واضح طور پر نظر آتی ہے قرآن کی آیات میں واضح نظم ہے ہر آیت اپنے سیاق و سباق سے مربوط ہے۔ ہر سورت کا ایک مرکزی مضمون ہے قرآن کا اپنا اک مجموعی نظم ہے مجموعی نظم عقیدہ عبادت اخلاق اور قانون ایک مکمل نظام کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔

تفسیر اشاری آپ ﷺ صحابہ اکرام اور اہل علم کی نظر میں:۔

تفسیرِ اشاری سے مراد وہ تفسیر ہے جس میں آیاتِ قرآنیہ کے ظاہر کے ساتھ ساتھ باطنی اخلاقی یا روحانی اشارات بیان کیے جائیں بشر طیکہ وہ ظاہرِ قرآن کے خلاف نہ ہوں، شریعت کے اصولوں سے متصادم نہ ہوں، لغتِ عرب اور سیاق سے بالکل منقطع نہ ہوں۔ یہ تفسیر ظاہری معنی کا انکار نہیں بلکہ اس پر اضافہ ہے۔ قرآن خود اشاراتی فہم کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ قرآن یہ واضح کرتا ہے کہ اس کے معانی کی گہرائی ہر شخص پر یکساں منکشف نہیں ہوتی۔

﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ﴾ ۱۲

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ تقویٰ کے نتیجے میں خاص فہم و بصیرت عطا ہوتی ہے جو تفسیرِ اشاری کی اصل بنیاد ہے۔ اسی طرح:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ﴾ ۱۳

تدبر محض لغوی معنی تک محدود نہیں بلکہ باطنی و فکری غور و فکر کو بھی شامل کرتا ہے، نبی ﷺ اور صحابہ سے اشاراتی فہم کی مثالیں۔ امام بخاری روایت کرتے ہیں صحیح بخاری کتاب التفسیر میں حضرت علیؓ کا قول یوں بیان کرتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر دوں یہ قول ظاہر کرتا ہے کہ قرآن کے معانی صرف ظاہر تک محدود نہیں بلکہ بہت وسعت کے حامل ہیں۔ ۱۴

ائمہ میں امام سیوطیؒ (911ھ) کا قول تفسیر اشاری میں کتاب الاتقان فی علوم القرآن میں یوں ہے:

"اہل معرفت کے لیے قرآن کے ایسے معانی کھلتے ہیں جو اہلِ ظاہر کے فہم میں نہیں آتے اور یہ شریعت کے خلاف نہیں ہوتے۔" ۱۵

OPEN ACCESS
CC BY

صوفیہ کے تفاسیر میں اقوال:

امام قشیریؒ لطائف الاشارات مکمل اشاری تفسیر جسے اہلِ علم نے قبول کیا۔ امام آلوسیؒ روح المعانی میں بارہا اشاری نکات ذکر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

"یہ اشارات اہلِ سلوک کے ذوق پر مبنی ہیں اور ظاہر کے منافی نہیں ہیں۔"١٦

اشاری تفسیر روح البیان میں مقاصدِ قرآن:

قرآن کا سب سے بڑا اور بنیادی مقصد۔ اسماعیل حقیؒ کے نزدیک قرآنِ مجید کا سب سے اعلیٰ اور مرکزی مقصد توحید ہے قرآن کی تمام سورتیں اور آیات آغاز سے انجام تک کسی نہ کسی پہلو سے توحیدِ الٰہی کو مضبوط کرنے کی طرف لوٹتی ہیں اشاری تفسیر کے مطابق توحید صرف ایک عقیدہ نہیں بلکہ بندے کی اصلاح کی قلب کی پاکیزگی اور روح کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ قرآن انسان کو ہر قسم کے شرکِ جلی وخفی سے نکال کر خالص عبدیت کی طرف بلاتا ہے اور یہی بندے کے ظاہری و باطنی کمال کا راستہ ہے۔ قرآنِ ہدایت کی اصل روح البیان میں بیان کیا گیا ہے کہ سورۃ الفاتحہ پورے قرآن کا خلاصہ ہے جس کی تفصیل یوں ہے:

توحید (اِیَّاکَ نَعْبُدُ)

ربوبیت (رَبِّ الْعَالَمِیْنَ)

رحمت (الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ)

آخرت (مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ)

ہدایت (اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ)

جیسے بنیادی مضامین کو سمیٹے ہوئے ہے۔ اشاری معنی میں قرآن کے تمام معانی سورۃ الفاتحہ کی طرف لوٹتے ہیں اسی لیے اسے "اُمّ الکتاب" کہا گیا ہے۔

اخلاق اور توحید کا باطنی ربط:

روحُ البیان کے اشاری اسلوب کے مطابق اخلاقِ حسنہ دراصل توحید کی عملی شکل ہیں۔ جب بندہ توحید کو باطن میں راسخ کرلیتا ہے تو تکبر ختم ہو جاتا ہے صبر شکر، ل توکل اور رضا پیدا ہوتی ہے یوں قرآن کی اخلاقی تعلیمات بھی توحید ہی کی شاخیں بن جاتی ہیں۔

نبوت ورسالت ہدایت کا واسطہ:

قرآن کا ایک عظیم مقصد نبوت و رسالت کی حقانیت کو واضح کرنا ہے۔ اسماعیل حقیؒ کے مطابق وحی خالق اور مخلوق کے درمیان واحد معتبر واسطہ ہے۔ ہدایت صرف انبیاء کے ذریعے مکمل ہوتی ہے۔ اسی لیے قرآن میں بار بار رسول ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کی سچائی اس پر ایمان اور اس کی اطاعت پر زور دیا گیا ہے۔

انبیاء کے قصص:

ایمان کی تقویت قرآن میں انبیاء علیہم السلام کے واقعات محض تاریخ نہیں بلکہ ایمان کو مضبوط کرنے کے لیے حق کی صداقت واضح کرنے کے لیے اور انسان سے ہر قسم کا عذر ختم کرنے کے لیے بیان کیے گئے ہیں۔ ہر نبی اپنے بعد آنے والے نبی کی تصدیق کرتا ہے جس سے سلسلۂ نبوت کی وحدت واضح ہوتی ہے۔ آخرت میں جواب دہی کا احساس قرآن کا ایک اہم مقصد انسان کو یومِ آخرت کی یاد دہانی کرانا ہے۔ روحُ البیان کے مطابق حساب وکتاب کا ذکر نفس کی اصلاح کے لیے ہے جنت و جہنم کا بیان انسان کو اعتدال پر لانے کے لیے ہے۔ آخرت کا تصور انسان کو گناہوں سے روکتا اور نیکی پر آمادہ کرتا ہے۔ احکامِ شریعت میں عملی ہدایت، قرآن کے احکام، عبادات، معاملات، اخلاق اور حدود سب کا مقصد یہ ہے کہ انسان کی ظاہری اور باطنی زندگی اللہ کی مرضی کے تابع ہو جائے۔ یوں شریعت، توحید، نبوت اور آخرت سب ایک ہی ہدایت کے نظام میں جڑ جاتے ہیں۔

خلاصہ بحث:

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتابِ ہدایت ہے جو انسان کی فکری، عملی، اخلاقی اور روحانی رہنمائی کے لیے نازل کی گئی۔ اس کتابِ ہدایت کی تفہیم کے لیے علمِ تفسیر کو علومِ اسلامیہ میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ عہدِ نبوی ﷺ سے لے کر آج تک مفسرینِ کرام نے مختلف تفسیری مناہج اختیار کیے جن میں تفسیر بالماثور، تفسیر بالرائی، فقہی، کلامی، ادبی اور اشاری تفاسیر شامل ہیں۔ ان تمام مناہج نے قرآنِ مجید کے فہم میں مختلف زاویے فراہم کیے اور یوں قرآن کے معانی و مقاصد کو زیادہ جامع انداز میں سمجھنے میں مدد دی۔ تفسیرِ اشاری کو بطورِ خاص موضوعِ تحقیق بنایا گیا ہے، کیونکہ یہ منہج تاریخِ تفسیر کا ایک اہم حصہ ہونے کے باوجود نسبتاً کم زیرِ بحث آیا ہے۔ عام طور پر تفسیرِ اشاری کے بارے میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ یہ محض ذوقی یا وجدانی تجربات پر مبنی ہوتی ہے، حالانکہ معتبر اشاری تفاسیر قرآن کے ظاہری معانی، لغتِ عرب، سیاق وسباق اور شریعت کے اصولوں کی پابندی کے ساتھ اخلاقی اور روحانی اشارات اخذ کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر اہلِ علم نے واضح شرائط کے تحت تفسیرِ اشاری کو قبول کیا اور اسے علومِ قرآن کا ایک معتبر منہج قرار دیا۔

یہ تفسیرِ اشاری، صوفیانہ اور اخلاقی اسلوب کا ایک جامع نمونہ ہے جس میں تصوفِ اہلِ سنت کے دائرے میں رہتے ہوئے شریعت، طریقت اور حقیقت کے باہمی ربط کو نہایت توازن کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ روحُ البیان میں قرآنِ مجید کے ظاہری معانی کے ساتھ ساتھ باطنی، اخلاقی اور روحانی پہلوؤں کو نمایاں کیا گیا ہے، جس کا مقصد محض علمی مباحث نہیں بلکہ اصلاحِ قلب، تزکیۂ نفس اور انسان کے روحانی ارتقاء کو یقینی بنانا ہے۔

CC BY

تفسیر روحُ البیان میں مقاصدِ قرآن کو ایک منظم اور مربوط فکری نظام کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ توحیدِ الٰہی کو قرآن کا مرکزی مقصد قرار دیا گیا ہے، جس کے گرد نبوت و رسالت، آخرت کی جواب دہی، احکامِ شریعت اور اخلاقِ حسنہ جیسے مضامین گردش کرتے ہیں۔ بالخصوص سورۃ الفاتحہ کو روحُ الکتاب قرار دے کر پورے قرآن کے مقاصد کو اس میں مجتمع دکھایا گیا ہے، جس سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ قرآن ایک ہمہ گیر نظامِ ہدایت پیش کرتا ہے۔ اس مضمون کا ایک اہم تحقیقی پہلو یہ ہے کہ اس میں تفسیرِ اشاری اور نظمِ قرآن کے باہمی تعلق کو واضح کیا گیا ہے۔ تفسیر روحُ البیان میں آیات اور سورتوں کے باہمی ربط، سیاق و سباق اور معنوی تسلسل پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ سورۃ البقرۃ، سورۃ آل عمران اور دیگر سورتوں کے تجزیے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ قرآن ایک منظم اور مربوط کلام ہے، جس میں ہر آیت اور ہر سورت اپنے سے پہلے اور بعد کے مضمون سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔ اسی طرح قصصِ قرآنی کو تاریخی ترتیب کے بجائے تربیتی اور اصلاحی حکمت کے تحت بیان کیا گیا ہے، جس سے قرآن کی عملی اور اخلاقی رہنمائی مزید نمایاں ہو جاتی ہے۔

آخر میں یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ تفسیرِ اشاری، خصوصاً تفسیر روحُ البیان، قرآنِ مجید کے فہم میں ایک مستقل، معتبر اور ناگزیر علمی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ منہج قرآن کے ظاہری معانی کی نفی نہیں کرتا بلکہ ان میں اخلاقی اور روحانی عمق پیدا کرتا ہے۔ عصرِ حاضر میں، جب انسان فکری اضطراب اور روحانی خلاء کا شکار ہے، تفسیرِ اشاری قرآن کے پیغام کو باطن تک پہنچانے میں ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے۔ اس لیے علومِ قرآن کے دائرے میں تفسیرِ اشاری پر مزید منظم، تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ کی اشد ضرورت ہے۔

حوالہ جات:

1۔ فخر الدین الرازی، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1999ء، جلد 1، ص 34۔

2۔ اسماعیل حقی بروسی، روح البیان فی تفسیر القرآن، بیروت: دار الفکر، بلا سن اشاعت، جلد 1، ص 23–25۔

3۔ اسماعیل حقی بروسی، روح البیان فی تفسیر القرآن، جلد 1، ص 36–38۔

4۔ ایضاً، روح البیان، جلد 1، ص 40–42۔

5۔ ایضاً، روح البیان، جلد 1، ص 52۔

6۔ ایضاً، روح البیان، جلد 1، ص 55۔

7۔ ایضاً، روح البیان، جلد 1، ص 94–100۔

8۔ ایضاً، روح البیان، جلد 2، ص 3۔

9۔ ایضاً، روح البیان، جلد 3، ص 235–245۔

10۔ ایضاً، روح البیان، جلد 4، ص 145–150۔

11۔ سورۃ البقرۃ: 282۔

12۔ سورۃ محمد: 24۔

14۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب التفسیر، بیروت: دار طوق النجاۃ، 2002ء، جلد 6، ص 267۔

15۔ جلال الدین السیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، قاہرہ: الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، 1974ء، جلد 2، ص 184۔

16۔ عبد الکریم القشیری، لطائف الاشارات، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2000ء، جلد 1، ص 5–7۔

CC BY